خطبات ابراہیم جان مجددیؒ میں مباحث سیرت کی صوفیانہ جہت: تجزیاتی مطالعہ

The Sufi Dimension of the Sirah-Writing in the Sermons of Ibrahim Jan Mujadidi (d. 1400/1979): An Analytical Study

Dr. Hassan Baig
Lecturer, Department of Interfaith Studies
F/O Arabic and Islamic Studies, Allama Iqbal Open University, Islamabad
Email: hassan.baig@aiou.edu.pk
https://orcid.org/0000-0002-2585-5510
Hafiza Hafsa Majeed
Lecturer, Dar ul Uloom Madnia Batala Colony, Faisalabad
Email: hafizahafsa44@gmail.com
https://orcid.org/0000-0003-4661-3171

Abstract
This paper aims to study the Sufi dimension of the Sirah-Writings in the sermons of Ibrahim Jan Mujadidi- a leading Naqshbadi Sufi of the Khankah Shor Bazar, Kabul- who played a significant role in the anti-Soviet Afghan resistance and jihadi movement. Ibrahim Jan attempted to highlight the spiritual aspects of the Sirah. By doing so, he gathered the support of masses because of their sentimental and devotional attachment with Sirah of the Prophet and Sufism. This paper explores how he amalgamated spirituality and practical life of the Prophet in order to set up a jihadi movement in Afghanistan. This study concludes that Ibrahim Mujadidi successfully presented significant themes of Sirah in the Sufi perceptive. It has be tried to consult original sources both in Pashtu and Persian for this research.
Keywords: Sirah-writing, Sufism, Khankah Shor Bazar, Afghan Studies, Sufi Revivalist Movements, Naqshbadiyyah, Ibramim Jan Mujaddadi

نبی کریم ﷺ کی سیرت مبارکہ بنی نوع انسان کے لیے راہ نجات ہے۔ اسی لیے قدیم وجدید سیرت نگاری پر اہل قلم نے اپنی علمی کاوش کے محور اور فکری جولانیوں کو بروئے کار لاتے ہوئے نقوش سیرت رسول ﷺ مرتب کیے۔ تاکہ ان کی علم و عقل اور عشق کی ساری قوتوں کے لمحات عبادت متصور ہوں۔ در حقیقت اسوہ رسول ﷺ سے ہمہ وقت باخبر رہنا ہی نجات کا ذریعہ ہے۔ سیرت کے مفہوم کو مختلف ادوار میں اچھوتے انداز میں اپنانے کی سعی بھی سر انجام دی گئی۔ لیکن اب اس کا دائرہ کار وسیع ہو چکا ہے۔ سیرت النبی ﷺ صرف واقعات سیرت پر مشتمل نہیں ہے، بلکہ عصری تقاضوں کے مطابق شمائل و فضائل اور دلائل و خصائل کا مجموعہ اور آپس کا باہمی اشتراک سیرت النبی میں شمار کیا جاتا ہے۔[(4)] علاوہ ازیں، سیرت کے مفہوم میں جیسے جیسے وسعت آتی گئی، علمی اور فنی طور پر اس کو مدون کیا جانے لگا۔[(5)]

ابراہیم جان مجددیؒ کا تعلق افغانستان میں خواجگان نقشبندیہ مجددیہ کی خانقاہ شور بازار کابل سے تھا۔ اس خانقاہ کے مشائخ علمی اور عملی طور پر دینی، سیاسی اور جہادی خدمات سر انجام دے رہے تھے ،تو دوسری طرف تعلیمات مصطفویہ ﷺ کے خدوخال کو افغانستان سمیت وسطی ایشیاء کی دوسری ریاستوں کی تہذیب میں متعارف کروانے میں بھی کوشاں تھے [9]۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ (م۔1034ھ /1624ء) نے سلسلہ نقشبندیہ کو برصغیر میں قائم کیا اور یہں کے اثرات مشرق وسطی اور عرب دنیا پر بھی مرتب ہوئے۔[11] اسی خانوادہ کی ایک شاخ نے خطہ افغانستان اور اس کے ملحقہ ممالک پر اپنے دوررس اثرات مرتب کیے اور حضرات مجددیہ کے لقب سے ملقب ہوئے [15]۔ جیسا کہ مشہور فرانسیسی محقق Olivier Roy لکھتے ہیں:

> "Mujaddidi family, descendants of the reformer of the order, ShaykhAhmad Sirhindi. This family, which came from India, established itselfat Kabul at the end of the nineteenth century; a branch of the family wentto live in Herat, but never had the political influence that the Kabul family had. In the capital the Mujaddidi founded a *madrasa* and a*khanaqah*at Shor Bazar, from whence stemmed the title of the head of thefamily, *Hazrat-e Shor Bazar* [16]".

خانقاہ شور بازار مجددیہ قلعہ جواد کابل کے مؤسسین نے جہاں ایک طرف خانقاہی نظام کی درستی کی، وہیں دوسری طرف ملک کی سیاست اور معاشرے کی نبض پر عمیق اور اثر خیز نتائج مرتب کیے۔ فضل عمر مجددیؒ المعروف ملا شور بازار صاحب (م۔1376ھ /1956ء) کے دو صاحبزادے تھے۔ بڑے فرزند فضل عثمان مجددیؒ معروف بہ صدرالمشائخ (م۔1393ھ / 1973) اور چھوٹے فرزند محمد ابراہیم جان مجددیؒ معروف بہ ضیاءالمشائخ (م۔1400ھ /1979ء) تھے [17]۔ محمد ابراہیم جان مجددی 1330ھ /1912ء کو خانقاہ شور بازار قلعہ جواد کابل میں پیدا ہوئے [20]۔ آپ کی پیدائش ایک علمی اور افغانستان کے عظیم روحانی خاندان میں ہوئی۔ اسی لئے آپ کی تعلیم و تربیت کا خصوصی طور پر اہتمام کیا گیا اور علوم دینیہ کی تکمیل اس وقت کے جید اور علمائے کبار سے اکتساب فیض کیا۔ ان علمائے کرام میں مولوی صاحب یار محمد اور یحییٰ خیلو ملا صاحب سر فہرست ہیں۔ علم ظاہر اور باطن کی تکمیل اپنے والد گرامی "حضرت صاحب ملا شور بازار" سے کی نیز مراتب عالیہ کو مکمل کر کے خرقہ خلافت حاصل کیا [21] اور افغانستان میں دینی خدمات سر انجام دینا شروع کر دیں۔ نورالمشائخ مجددیؒ (م۔1376ھ /1956ء) کی کی

رحلت کے بعد فضل عثمان مجددیؒ نے خانقاہ اور مدرسہ کے انصرام کی خدمات کو بخوبی سرانجام دیا، مگر اسفار دینیہ اور ملک کے ناگزیر سیاسی حالات کے پیش نظر اپنے برادر خورد محمد ابراہیم جان مجددی کو مسند ارشاد پر بٹھایا بلکہ خود اپنے برادر اصغر کی بیعت کر کے سلسلہ دعوت و ارشاد کو تقویت دی(19)۔ مشہور مؤرخ عبدالحیؒ حبیبی اخلاف مجددیہ کی افغانستان میں دینی وسیاسی خدمات کے تناظر اور خطہ میں گہرے اثر ورسوخ کا جائزہ لیا ہے۔

ابراہیم جان مجددی کی تدریسی و تصنیفی خدمات:

آپ کے والد گرامی اور برادر اکبر فضل عثمان مجددیؒ کے ساتھ بچپن سے ہی دین کی خدمت میں شب و روز سرگرم رہتے تھے۔ لہٰذا علوم دینیہ کی تکمیل اور سلسلہ عالیہ مجددیہ احمدیہ کے ارشاد خط کو حاصل کرنے کے بعد اطراف کابل میں بہت زیادہ شہرت حاصل کر چکے تھے۔ نورالمشائخ مجددیؒ کی ایماء پر غزنی میں نورالمدارس میں درس و تدریس کے فرائض سرانجام دینا شروع کر دیئے(23)۔ آپ کی علمی جلالت اور صحبت بابرکت سے طلباء کی تعداد میں خاطر خواہ اضافہ ہوا۔ آپ طلباء کی تعلیم وتربیت اور استعداد بڑھانے میں مصروف عمل رہتے تاکہ دور دراز سے آئے ہوئے طلباء کا علم کے ساتھ شغف زیادہ سے زیادہ پیدا ہو۔ نورالمدارس کے علاوہ آپ نے جلال آباد، کابل اور قلعہ جواد کے متفرق مدارس دینیہ میں اپنی خدمات سرانجام دیں۔ آپ کی دین سے بے لوث محبت اور خدمت سے افغان معاشرے میں بہت زیادہ اثرات نفوذ پذیر ہوئے۔ لوگوں میں اپنے بچوں کو علوم دینیہ پڑھانے کا جذبہ دامنگیر ہوا اور ایک کثیر خلقت نے نورالمدارس اور دیگر مدارس سے علم شریعت کو حاصل کر کے نئی داستان رقم کی(24)۔

آپ دعوت و ارشاد کے ساتھ ساتھ صاحب تصانیف بھی ہوئے اور علمی میدان میں گرانقدر تحقیقی خدمات سرانجام دیں۔ عمدۃ المقامات از حضرت فضل اللہ مجددی (م۔1238ھ / 1823ء)، اوراد بہائیہ اور مخزن الاسرار کو املاء کروایا اور ان کتب کے دیباچے بھی تحریر فرمائے۔(25) سالکین کو ان کتب سے علوم و معارف حاصل کرنے کی تلقین بھی فرمائی تاکہ طریقت کے رموز کے ساتھ ساتھ تزکیہ نفس میں وافر حظ اٹھایا جائے۔ سالکین کو صراط مستقیم کی طرف جانے والی شاہراہ سمجھائی کہ راہ طریقت میں کس طرح تصفیہ ء باطنکیا جاتا ہے اور راہ سلوک میں یہ کتب ایک معارف کے ساتھ ساتھ روحانی غذا کا پیش خیمہ بنتی ہیں۔

"این رسائل سالکین راہ طریقت را کہ صاحب قلوب پاک اندر راہنمائی کامل
در حصول معارف ست بلی در مذہب دل گفت وشنید دیگر است(26)"۔

اس کے علاوہ اپنے والد گرامی کے ملفوظات اور حکیمانہ اقوال پر "معارف نورالمشائخ" اور سوانح حیات "اشک غم" کو بھی تالیف کیا(27)۔ مزید برآں، فارسی زبان میں آپ کے خطوط پر مبنی اہم رسائل "مکتوبات ضیائیہ

"معروف ہیں۔ ان مکتوبات میں آپ نے متفرق علماء ومشائخ اور سالکین طریقت کی روحانی اشکال، مکتوبات امام ربانی پر ہونے والے معترضین کے اعتراضات کے شافی جوابات، وحدت الوجود پر وحدت الشہود کی افضلیت، شریعت مصطفویہ ﷺ کی کامل اتباع، نصائح اور علمی و فلسفیانہ موشگافیوں پر خاطر خواہ جوابات لکھے گئے ہیں۔ ان مکتوبات کو آپ کے نامور خلیفہ مولوی فضل احمد احمدی لوگروی چرخی نے جمع کیا[28]۔ آپ ان مکتوبات کی عالمانہ رفعت اور تصوفانہ شان کی حیثیت کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"عرض می نماید کہ این مکاتیبی است ہم چون چشم جاری مفید و دل پسند کہ از زبان گوہر فشان حضرت مولانا و مرشدنا قطب الارشاد دوران شیخ الاسلام و المسلمین العلامتہ التابع ظاہرا و باطنا حبیب اللہ تعالیٰ علیہ الصلوۃ والسلام حنفی المذھب مجددی النسب و المشرب اسمہ الشریف مرکب من اسم الحبیب والخلیل علیہما الصلوۃ من رب الجلیل اعنی محمد ابراھیم المعروف بضیاء المشائخ فرزند رشید قطب العارفین مولانا نورالمشائخ فضل عمر (مجددی) رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہما بواسطہ قلم در عرصہ ظہور جلوہ گردید و عمل بران سبب فلاح دارین شدہ"۔[29]

"یہ عاجز عرض کرتا ہے کہ یہ مکتوبات جو کہ ایک مفید چشمہ اور دل کو پسند آنے والے ہیں جو کہ حضرت مولانا و مرشدنا قطب ارشاد دوران، شیخ الاسلام والمسلمین، اللہ کے حبیب علیہ السلام کی ظاہری و باطنی اتباع کرنے والے، حنفی المذھب، مجددی نسب اور مشرب رکھنے والے، اللہ کے قریبی دوست و محب محمد ابراہیم المعروف ضیاءالمشائخ جو کہ قطب العارفین، مولانا نورالمشائخ فضل عمر مجددیؒ کے فرزند رشید ہیں۔ ان کے قلم سے یہ مکشوفات ظہور پذیر ہوئے اور عمل کرنے والوں کے کامیابی و نجات کا سبب بنے"۔

ابراہیم جان مجددیؒ کے خطبات میں سیرت نگاری کی صوفیانہ جہت:

عصر حاضر میں سیرت نگاری کے جدید رجحانات میں جزئیات نگاری ایک جدید اور قابل قدر رجحان بتدریج فروغ پاتا جارہا ہے۔ اس وقت نامور محققین کا ایک بڑا طبقہ نبی کریم ﷺ کی سیرت کے انفرادی پہلوؤں کو اپنی تحقیق کا موضوع بنائے ہوئے ہیں، مثلاً: طب نبوی،، نبی کریم بطور معلم، رسول اللہ بطور ماہر نفسیات، نبی اکرم بحیثیت تاجر اور آپ کی جنگی حکمت عملی وغیرہا ایسے وسیع موضوعات ہیں، جن پر تواتر کے ساتھ لکھا جارہا ہے۔ اگرچہ سیر کے بیان میں

جزئیات نگاری کا اسلوب قابل ستائش ہے، لیکن اس نوعیت کی سیرت نگاری میں رسالتمحمدی ﷺ کا مجموعی تاثر بھی نظر انداز ہوتا دکھائی دیتا ہے۔ خانقاہ شور بازار نے کابل میں روحانی تربیت فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ بحیثیت ایک عظیم درسگاہ کا کردار ادا کیا[30] وہیں خانقاہ شور بازار کے بانیان نے سیرت نگاری کے مختلف رجحانات کو اپنے تحریرات اور تقاریر سے اجاگر کرنے کا بیڑا ابھی اٹھایا تاکہ افغان معاشرے میں بہتری لائی جاسکے۔ لہذا اس سلسلہ میں خانقاہ کے نامور مشائخ میں سے ابراہیم جان مجددی کا نام نامی سرفہرست ہے۔ آپ نے اپنے خطبات و تقاریر میں نبی کریم ﷺ کی سیرت نگاری کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کرکے شمائل و فضائل مصطفی ﷺ سے لوگوں کے قلوب و اذہان کو جلا بخشتے[31]۔ اگرچہ اس وقت خطہ سخت قسم کی سیاسی و مذہبی ریشہ دوانیوں اور دو سپر پاورز کے سنگھم میں نہایتکشیدگی کا شکار رہا[32]۔ مگر آپ نے ان پر آشوب اور پیچ در پیچ حالات میں بھی بغیر کسی خوف و خطر کے افغانستان مین طویل اسفار کرکے عشق مصطفی ﷺ کی شمع کو جلانے کا فریضہ بڑی جانفشانی سے سرانجام دیا[33]۔

ابراہیم جان مجددیؒ نے سیرت نبوی ﷺ کے متفرق کمالات کو اجاگر کرنے میں اہم کردار ادا کرتے ہوئے اپنے افکار و خیالات سے افغانستان کی عوام الناس کو سیرت کے درخشندہ پہلوؤں سے روشناس کروایا۔ ایک طرف اپنے صاحبزادہ کلاں محمد اسماعیل جان مجددی معروف بہ سرہندی آغا(م۔1400ھ/1979ء) کو کابل، بل خشتی جماعت(مسجد) میں اہم فرائض منصبی پر تعینات کرتے ہوئے، "ندائی حق مجلہ" کی فی الفور اشاعت کا اہتمام کروایا[38]۔ نیز اس مجلہ میں سیرت رسول اکرم ﷺ بالخصوص شمائل مصطفی ﷺ اور فضائل جہاد پر پشتو اور دری(فارسی) میں خصوصی آرٹیکلز شائع کروائے گئے[39] تو دوسری طرف اپنی شعلہ بیان تقاریر اور پر مغز خطابات سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیمدح سرائی اور غزوات و جہاد بالسیف کے مناقب بیان کرکے لوگوں کے قلوب و اذہان کو اتحاد امت کا درس دیا[40]۔

ابراہیم جان مجددی معروف بہ ضیاء المشائخ کے کلیدی بیانات کو آپ کے جید خلیفہ ومحققعالم دین خواجہ محمد نعیم صدیق کابلی مجددی[41] نے ایک کتاب کی صورت میں یکجا کیا اور "**سخنرانی ہائی حضرت مولانانورالمشائخ، حضرت مولاناضیاء المشائخ و حضرت مخدوم بزرگوار ابو احمد اسماعیل مجددی قدس اللہ اسرارہم اجمعین**" کے نام سے مرتب کیا۔ اس کتاب کی افادیت اس لحاظ سے بھی اہمیت کی حامل ہے کہ اس میں خواجہ نعیم صدیق نے نورالمشائخ مجددی اور ان کی اخلاف عالیہ جو خطہ میں اہم مناصب پر فائض المرام تھے، کے چیدہ چیدہ مگر کلیدیبیانات کو خانقاہ شور بازار میں زار روس کے دوران یاداشتوں کی صورت میں قلمبند[42] کرکے 1391 شمسی ہجری(1430ہجری/2009ء) میں خانقاہ شور بازار کابل سے طبع کروایا[43]۔

اتباع رسول ﷺ ورفعت مصطفیٰ ﷺ:

آپ نے افغان معاشرے کو بڑی شدومد کے ساتھ باور کروایا کہ افغان معاشرہ حالت کسمپرسی سے اس وقت تک باہر نہیں آسکتا ہے اور اس خطہ کے لوگوں کی کایا بھی اس ساعت تک نہیں پلٹ سکتی جب تک کہ وہ صحیح معنوں میں اپنا تن من دھن آپ کی سیرت کے مطابق ڈھال نہ لیں کیونکہ آپ کی اتباع ہی ہر کامیابی کی کنجی ہے۔۔1977ء کے اوائل میں لوگر کے موضع زرغونہ میں واقع مدرسہ حاجی نظام الدین میں محفل میلاد مصطفی ﷺ کے سالانہ پروگرام پر دوران تقریر حقانیت اسلام کو بڑے مدلل انداز میں واضح کیا۔ آپ نے فرمایا:

"اسلام یک حقیقت مثبت است هر گاه مابدقت مطالعه نماییم همه کس آرزو دارد خواه عرب است یا عجم، سفید پوست است یا سیاه پوست جنس زرد است یا جنس سرخ، عالم است یا عامل، شیخ است یا شاب تا سکون و آرامی داشته باشد۔ هیچکس نمیخواهد به کیفیتی متشبت شود تا آن کیفیت سبب کاهش قوای مادی و معنوی او گردد ولو اگر دیوانه و مجنون باشد۔ بطور مثال هر گاه یکی از اعضای دیوانه ای صدمه ای برسد باوجودیکه عقل او تحت شعاع و کیفیت جنون واقع است چون شعور و فهم او بجاست آن تکلیف را دفعو یا خود را ازان بر کنار مینماید البته این سکون قلبی و اطمینان خاطر فقط در صراط المستقیم و شاهراه پر سعادت اسلام و شریعت غرای محمدی علی صاحبها افضل الصلوة والتسلیم جستجو و یافته شده میتواند وبس"[44]۔

"اسلام ایک مثبت حقیقت ہے۔ اسلامی تعلیمات کا بغائر مطالعہ یہ روشناس کرواتا ہے کہ عربی ہو یا عجمی، ہیئت سفید ہو یا سیاہ، کسیکی جنس زرد ہو یا سرخ، عالم ہو یا عام انسان، شیخ کامل ہو یا راہ سلوک پر چلنے والا ایک مبتدی، ہر ایک کو آرام و سکون والی حیات درکار ہے۔ وہ اپنی زندگی کو بغیر کسیتشویش اور فکر کے گزارنا بھی چاہتا ہے۔ حتیٰ کہ ایک مجنون انسان، جس کو دماغی عارضہ لاحق ہو یا اس کا کوئی اعضاء ناکارہ ہو جائے۔ تو جب بھی وہ کسی تکلیف میں مبتلا ہوتا ہے تو اس بیماری یا عارضہ لاحق ہونے کے باوجود سکون و آرام کو تلاش کرتا ہے اور اس مرض کا علاج کر کے راحت پالیتا ہے۔ اسی لیے برادران اسلامی ہمیشہ یاد رکھیے ملت اسلامیہ کا سکون قلبی اور درجہ اطمینان کو حاصل کرنے کا واحد ذریعہ صرف رسول اللہ ﷺ کی اتباع میں مضمر ہے۔ یہ وہ وسیع و

عریض صراط مستقیم ہے جو سعادت ابدی کی شاہرہ پر لے جاتا ہے اور شریعت غرائے محمدی ﷺ کے علاوہ کسی قسم کی جستجو وطلب کرنا خسارے کے سوا کے کچھ نہیں"۔

صوفیہ کے ہاں سیرت النبی کے واقعات کا بیان آپ کے اسوہ حسنہ کو اپنانے کی غرض سے ہوتا ہے۔ مگر اس سے بھی کہیں زیادہ آپ کے شمائل وخصائل اور کمالات اتم کا ذکر خیر خانقاہوں میں جاری رہتا ہے۔ کیونکہ یہاں پر آنے والے سالکین پر اسوہ حسنہ کا عمل کا جذبہ اسی سے پروان چڑھتا ہے۔ ضیاء المشائخ مجددیؒ نے اسی حقیقت کو آشکار کرتے ہوئے فرمایا:

"قرآن میگوید: الم نشرح لک صدرک سینہ مبارک شان انشراح گردید۔ وفرمود ورفعنالک ذکرک بلندی ذکرخود خداوند(ج) بنام او اثبات میکند وبنام او نشان میدھد۔ ببینید کہ این مبلغ دین، این امین دین، این صاحب دین کیست؟ این ھمان ذات مقدس رسول اللہ (ص) میباشد، آنچہ گفتہ آمد بہ آن میماند کہ: قطرہ ای از بحر عمان گرفتہ شود ویاذرہ ای از تمام تکوین وگفتہ شود کہ این دلالت میکند بہ وجود عالم تکوین۔ رفعت آن حضرت را(ص) عظمت آن را(ص) ھیچکس بیان کردہ نمی تواند"[45]۔

"حضرت مرزا مظہر جان جانان (رح) کہ یکی از شخصیت ھای بزرگ حضرات کرام نقشبندی وقیوم زمان است میفرماید:

خدا در انتظار حمد مانیست — محمد چشم بر راہ ثنانیست
محمد حامد حمد خدا بس — خدا نعت آفرین مصطفی بس
مناجاتی اگر خواھی بیان کرد — بہ بیتی ھم قناعت میتوان کرد
محمد از تو میخواھم خدا را — خدایا از تو حب مصطفی را"[46]

"قرآن کریم آپ کی شان رفعت اور سینہ مبارکہ کی وسعت کا ذکر فرماتا ہے اور آپ کے ذکر کو اللہ نے خود بلند کر دیا ہے[47]۔ دین کی تبلیغ اور اس کو وسعت کا انصرام آپ کی وساطت سے ہی ممکن میں لایا جا سکا۔ آپ کی تبلیغ دین اور شان کو تمام عالم تکوین میں عروج حاصل ہوا کہ دین اسلام کو پھیلانے والے آپ کی ہی ذات بابرکت ہے۔ آپ کی توصیف اور رفعت انسانی بساط سے بعید ہے۔ حضرت مرزا مظہر جان جانان شہیدؒ (م۔1256ھ /

1781ء) سلسلہ نقشبندیہ کہ عظیم بزرگ فرماتے ہیں[48] کہ اللہ کی حمد اور سرکار دوعالم کی توصیف کسی کے بس میں نہیں ہے اور نہ ان کو اس مدح کی حاجت ہے۔ نبی کریم ﷺ خود رب ذوالجلال کی مدح کرنے والے ہیں اور اللہ خود اپنے محبوب کی تعریف کرنے والوں میں سے ہے۔ اگر ہم کوئی گریہ زاری کرتے ہیں تو وہ بس اس بیت (شعر) سے ہی کر سکتے ہیں کہ اے پیارے نبی ﷺ میں آپ سے خدا کا طالب ہوں اور اے میرے رب میں تجھ سے نبی کریم کی محبت مانگتا ہوں"۔

درحقیقت ضیاء المشائخ یہ شناسی کروانا چاہتے تھے کہ نبی سے بے لوث محبت ہی اتباعِ پیغمبری کا زینہ ہے جو اللہ کے بڑے انعامات میں سے ہے اور قرب الٰہی تک پہنچنے کا اہم ذریعہ بھی۔ یہ اطاعت نہ صرف کائنات کی حقیقت سے آشکار کرتی ہے بلکہ اغیار باطلہ کو رد کرنے اور ہر قسم کی دہریت و طاغوتی قوتوں کو شکست فاش دینے میں اس سے بہتر کوئی راستہ نہیں ہے۔ آپ لکھتے ہیں:

"همین محبت است کہ دهریت را تباہ ومنفور کرد وباز هم تباہ ورسوا
ومنفور میکند"[49]

معرفت الہٰیہ وحقیقت محمدیہ ﷺ:

نبی کریم ﷺ کی اطاعت کتب سیرت کا بنیادی مقصد ہے۔ سیرت نگار مختلف فیہ ارشادات اور واقعات سے آپ کی حیات مبارکہ کے عملی پہلو کی تلقین کرتا ہے۔ علاوہ ازیں، شیخ شہاب الدین سہروردیؒ فرماتے ہیں۔ واجب الوجود نے اپنے محبوب ﷺ کی اتباع کو بندے سے اپنی رضا اور محبت کی نشانی قرار دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی حسن متابعت کی جزا بندے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت رکھی ہے تو اس صورت میں جس شخص کو جتنا وافر حصہ متابعت رسول اکرم ﷺ سے عطا ہو گا اتنا ہی زیادہ حصہ اس کو اللہ تعالیٰ کی محبت سے نصیب ہو گا[51]۔

بندے اور رب کے باہمی تعلق اور خدا شناسی کے اسی نظریے کو واضح کرتے ہوئے ابراہیم جان مجددی فرماتے ہیں:

"حق سبحان وتعالی باذات خود محبت دارد لاکن برای ارضای این محبت برای
تمکن این محبت، برای اثبات این محبت همین انسان راپیدا کرد و فرمود کہ من
شمارا برای این خلق کردہ ام کہ شما عبادت بکنید و مرا بشناسید"[52]۔

"خدا اپنے بندے سے محبت کرتا ہے مگر باوجود تمکن کا اختیار رکھتے ہوئے اس نے انسان کو پیدا کیا کہ میں اور آپ (ہم) سب اس کی مخلوق اس کی عبادت کریں اور حق شناسی کرکے معرفت خداوندی حاصل کرلیں"۔

آپ نے افغان قوم کو عشق مصطفیٰ کا درس دیا کہ صوفیہ کا مشرب معرفت الہیٰہ کے ساتھ رسول کریم کی کامل متابعت کو اختیار کرنا ہے۔ کیونکہ کہ یہی ایک واحد طبقہ ہے جس نے اللہ کے رسول کے ہر قول وفعل کی پیروی کرکے ہر حکم کو ثابت قدمی سے اختیار کیا اور ہر مانع شے سے احتراض کرکے اپنا دامن بچایا۔

اہل تصوف تزکیہ نفس کے ذریعے قرب الہٰی کی منازل کو طے کرتے ہیں۔ بنابریں، نبی کے محب اور اللہ کے محبوب بندے بنتے ہیں۔ ضیاء المشائخ مجددی نے حقیقت محمدیہ کے مراتب کو واضح کرتے ہوئے بتلاتے ہیں کہ محب پر لازم وملزم ہے کہ واجب الوجود کی بندگی واحکام کی بجاآوری میں از سرموفرق نہ آنے دیا جائے۔ تاکہ بدلے میں محبوب اپنے محبین کو دولت سرمدی اور بقا سے مشرف کرے۔ آپ نے فرمایا مقام عبدیت وبندگی کے سب سے بڑے شہسوار ہمارے نبی کریم ﷺ ہیں۔ جن کی حقیقت کو اس جہان میں سمجھنا نہایت مشکل امر ہے۔ آپ نے تاکید کرتے ہوئے کہا، میرے امجد حضرت مجدد الف ثانیاپنے مکتوبات میں حقیقت محمدی کیشان جلالتکو واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"جد بزرگوار حضرت قبلہ مجدد الف ثانی (رح) میفرماید: مردم تازمان باریابی بدیدار حضرت خداوند (ج) در روز قیامت عظمت حضرت محمد (ص) رافھمیدہ نمیتوانند۔ آن وقت بہ این حقیقت پی میبرند کہ حضرت محمد (ص) چہ ذاتییست وچہ صفاتی دارد"[53]۔

"بروز قیامت جب تک لوگ اللہ کے دیدار سے مشرف نہ ہوں گے تب تک وہ عظمت مصطفیٰ ﷺ کی حقیقت کو نہ پہچان سکیں گے۔ جب اس جلوہ سے مشرف ہو جائیں گے تب ان پر یہ حقیقت آشکار ہو گی کہ نبی کریم ﷺ کن کن ذاتی وصفاتی خصوصیات سے مزین تھے"۔

آپ نے خانقاہ شور بازار میں ہونے والے ایک درس میں نبی کریم ﷺ کے حسب ونسب کی شان جلالت پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا:

"آن شخصیت ذات مقدس محمد رسول اللہ (ص) بود کہ نطفہ پاک و مقدس او را در رحم حضرت آمنہ مستقر ساختہ بود کہ آن نطفہ ھمان طوریکہ آمدہ بود حسبش مطھر بود و نسبش مطھر بود۔ قرآن میگوید: وتقلبک فی الساجدین الایہ۔ زاین آیہ مبارکہ بہ تمام معنی ثابت میشود کہ اجداد آن حضرت (ص) ھمہ موحدین بودہ اند کہ این خود دلیل اثبات تطھیر سلسلہ نسب شان میگردد۔ ودر سلسلہ حسب مبارک شان باید بگویم کہ در بشر مکرم ھیچ مقامی بہ مقام نبوت برابری کردہ نمیتواند خاصتاً کہ ذات مقدس شان خیر الرسل ھستند"۔ بلی! این دین مقدس در ھمان لحظہ ایکہ حق سبحانہ وتعالی معین نمودہ بود در غار حرا در زمانیکہ ذات رسالت متوجہ کیفیات تکوینی بودند: گاھی بطرف آفاق گاھی بطرف انفس، گاھی بطرف عالم بالا گاھی بطرف عالم سفلی گاھی بطرف مراتب وجود، گاھی بطرف مراتب کثرت و زمانی بطرف مراتب تمام مخلوق متوجہ بود فکر میکرد، نظر میکرد، تعقل میورزید۔ از کشف خود، از ذوق خود از مقام مقدس ولایت خود از عظمت نبوت کہ در طبیعت پیغمبر (ص) موجود بود، کہ این دروازہ امید باز شد۔ آنحضرت (ص) را تورات تسلی نمیداد، آنحضرت (ص) را انجیل تسلی نمیداد، آنحضرت (ص) را زبور تسلی نمیداد، آنحضرت (ص) را آن کیفیاتی کہ در صحف آمدہ بود تسلی نمیداد کہ نسخ شرایع سابقہ در شرف حلول بود۔ فقط وفقط او (ص) منتظر این بود کہ این دروازہ رحمت، این دروازہ کرم این دروازہ وحدانیت، این دروازہ ایکہ دنیا را بطرف سعادت وخوشبختی میبرد چہ وقت بطرف سینہ محمد (ص) کی بطرف قلب محمد (ص) باز خواھد شد، شبھا را، روزھا و دقایق را بہ این آرزو، بہ این عشق، بہ این آرمان، در غار حرا میگذارانید وقتیکہ کعبہ را میدید تعجب میکرد کہ خانہ خدا چطور محل طواف عریانھا

باشد؟ خانہ خدا چطور محل نصب بت ھا باشد؟ خانہ خدا چطور محل تشبث ھای غلط باشد؟"(54)

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نطفہ پاک، انتہائی مقدس اور حضرت سیدہ آمنہ کی طرف جب یہ منتقل ہوا تو تبھی منزا و پاک ٹھرا۔ آپ حسب اور نسب دونوں لحاظ سے طاہر و مطہر کے مقام پر فائض المرام تھے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے: اور سجدہ گزاروں میں تمہاری نقل و حرکت پر نگاہ رکھتا ہے(55)۔ اس آیت مبارکہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ کے آباؤ اجداد مواحدین تھے اور سارے کا سارا نسب حنیفی و مطاہر تھا اور حسب بمعنی مقام نبوت میں تو کوئی شخص بھی اس درجہ تک رسائی حاصل نہیں کر سکتا ہے۔ آپ نے بتایا کہ حقیقت محمدیہ جو کہ تمام حقائق کی حقیقتالحقائق اور جامع ہے۔ آپ کی ذات بابرکت باعث ایجاد عالم کائنات ہے۔ جب آپ پر وحی کا آغاز ہونا تھا تو آپ کو تکوینی معاملات اور کیفیات میں مستغرق تھے۔ کبھی عالم آفاق اور عالم انفس کی طرف متوجہوتے اور کبھی عالم بالا، عالم سفلی، کبھیمراتب وجود اور کبھی مخلوق کی طرف توجہ فرماتے۔ اس کے باوجود آپ تورات، زبور، انجیل اور دیگر صحائف آسمانی سے خاطر خواہ تسلی و تشفی نہ حاصل کر پاتے اور اس انتظار عنایت میں تھے کہ کب رحمت، وحدانیت اور سعادت کا دروازہ آپ کے قلب اطہر پر کھلتا ہے اور اسرار ودقائق کی حقیقت سے روشناس کروایا جاتا ہے۔ آپ غار حرا سے طواف کرنے والوں اور خانہ کعبہ میں نصب بت کو دیکھ کر استفسار فرماتے کہ کن کن غلط اشیاء کو خانہ خدا میں رکھ دیا گیا"۔

آپ فرماتے ہیں، جب محض توفیق الہیٰ سے نبی کریم ﷺ کو مقام نبوت سے سرفراز فرمایا گیا تو واجب الوجود نے ہر طرح کے مقام و مراتب سے

آگاہی فرما کر کمال عبدیت اور رفع البیان صفت ختم نبوت سے متصف فرما کر آپ کی شریعت کو دار عقبی تک کے لیے راہ نجات قرار دیے دیا۔

شریعت محمدی کے خصائص:

نبی کریم ﷺ کی شخصیت کا سب سے نمایاں رخ آپ کو عطا کردہ دین اور شریعت کا معجزانہ پہلو ہے۔ تمام امتوں کو جو احکام دیئے، وہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ تحریف ہو گئے اور سابقہ انبیاء کرام کی شریعت کو منسوخ قرار دے کر آپ کی شریعت کو روز آخرت تک کے لئے سرچشمہ حیات بنا دیا گیا۔

ابراہیم جان مجددی نے اس حقیقت کو نمایاں کرتے ہوئے لکھا:

"نھضت اسلام، آن نھضتی کہ برای مردھا، برای زنھا، برای تمام طبقات نھضت حقیقی بود و آن کیفیات فطری را در تحرک آوردہ کہ آن کیفیت فطری برای سلامتی ھر فرد انسان بود، وبہ تمام معنی اور را بطرف سلامت میبرد۔ فقہ اسلامی را مطالعہ کنید در مسایل عبادات، در مسایل معاملات، در مسایل حقوق، حقوقدانھای فرانسہ را بیاورید اگر حقوق دانھای انگلیس را بیاورید۔ اگر حقوق دانھای امریکا را بیاورید اگر حقوق دانھای کمونیست ھا را (اگر چہ پیش آنھا حقوق مفھوم ندارد!) بیاورید و در مقابل شان ھمین کتاب مقدس را کہ حقوق مکتب اسلام عزیز را بیان داشتہ قرار دھید از عظمت و بزرگی آن انکار کردہ نمیتوانند"(56)۔

"تحریک اسلام تمام مرد وزن اور انسانی طبقات کے لئے حقیقی تحریک کا پیش خیمہ رکھتی ہے اور اس فطرتی تحریک میں ہر فرد کے لئے سلامتی و عافیت کا ساماں موجود ہے۔ فرانس اور برٹش (انگریزی) اصولوں و قوانین کے مطابق بیان کردہ مسائل میں عبادات، باہمی معاملات اور حقوق کی بجا آوری سے متعلقہ امور و قوانین، نیز امریکہ اور کمیونسٹوں (اگرچہ یہ لوگ کسی قسم کے حقوق کے مفہوم و معنی سے آشنا بھی نہیں ہیں) کے بیان کردہ اصولوں کو قرآن مجید اور فقہ اسلامی کے اصولوں

کے ساتھ تقابل کریں تو فقہ اسلامی کی عظمت و بزرگی اور برتری سے
ہرگز انکار نہیں کیا جا سکتا ہے"۔

اتحاد امت سیرت النبی کی روشنی میں:

حضرت ضیاء المشائخ مجددیؒ نے اپنے اسلاف کی طرز پر خطہ خراسان میں دینی افکار کو ترویج دینے اور اس کے دور رس اثرات پر روشنی ڈالتے ہوئے افغان قوم کو تعلیمات مصطفویہ کی روشنی میں ملت واحد، اتحاداور باہمی اخوت کا درس دیا۔ جلال آباد میں علوم شرعیہ روحانیہ کے سالانہ کنونشن پر قرآن و سنت کی پیروی اختیار کرتے ہوئے، اوطان کی حاکمیت اور مغربی فلسفہ کی بالادستی کارد کرتے ہوئے ملت واحد کے نظریہ کو فروغ کرنے پر زور دیا۔[8] آپ نے جلسہ میں استعماری عالمی طاقتوں کارد بلیغ کرتے ہوئے فرمایا:

"افغانستان یک ملت واحد است ہمہ بندہ خدای واحد و پیر و قرآن و
سنت محمدی (ص) بودہ وھیچ فرقی بین تاجک و عرب، ازبک و پشتون و
ھزارہ نیست۔ ھمہ امت محمد (ص) ھمہ پیرو قرآن وھمہ بندا خدا (ج)
میباشند۔ ھمہ میگویند:
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ "[50]۔

"افغانستان ایک ملت واحد ہے ہم سب کا ایک خدائے واحد، قرآن اور
سنت محمدی ہے اور کسی تاجک، عرب، ازبک، پشتون اور ہزارہ میں
بسنے والوں کے لئے کچھ فرق نہیں ہے۔ ہم سب ایک امت محمدیہ،
قرآن کی پیروی کرنے والے اور خدائے واحد کی بندگی کرنے والے
ہیں اور ہم سب کا اقرار اس پر ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور
حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں"۔

در حقیقت حضرت ضیاء المشائخ مجددی حقانیت اسلام کے علمبردار تھے۔ آپ بخوبی جانتے تھے کہ ملت افغان کو اتحاد اور بھائی چارے کی فضاء میں ہی مستحکم کیا جا سکتا ہے اور اس کے لئے تعلیمات اسلامیہ بالخصوص سیرت مخبر صادق ﷺ کی درست ترجمانی کرنا مقتضی حال کے مترادف ہے۔ حضرات مجددیہ کی علمی، فکری، سیاسیاور دینیخدمات نے خطہ افغانستان کی سرزمین پر نہایت گہرے اثرات مرتب کیے ہیں۔ دینی مدارس کی تعمیر و تشکیل، علمی جرائد کا اجراء، رفاہی خدمات میں پیش پیش ہونااور ردالحاد اور استماری قوتوں کی بدعقیدگی کے آگے سیرت نگاری کا پر

چار کرنا حضرات مجددیہ کے عظیم شعار میں سے تھا۔ اپنے آباؤ اجداد کی روش پر اپنے منصب کے فرائض کی بہتر ترجمانی کرنا اور اسلامی احیاء و تشخص کے لئے کسی کو خاطر میں لائے بغیر حق بات کہنا، ان مشائخ کا محبوب مشغلہ تھا۔ یہ حضرات معاشرے کی ابتری حالت سے بھی بخوبی واقف تھے۔ لوگوں کی اندرونی خلفشاریوں سے بھی آشنا تھے۔ اسی لئے مخلوق کی داد رسی کرنا اور تعلیمات مصطفویہ ﷺ سمیت عصری علوم سے ان کو استفادہ کروانا ان کی اولین ضروریات میں سے تھا، تاکہ معاشرہ بغیر کسی استحصال کے صراط مستقیم کی طرف گامزن رہے۔ مندرجہ بالا بحث سے یہ امر واضح ہوتا ہے کہ ابراہیم جان مجددی اپنے خطبات میں رسول ﷺ کی سیرت کو خاص طور پر اجاگر کیا ہے۔ انھوں نے سیرت کے مختلف موضوعات کی صوفیانہ تعبیرات کی ہیں۔ خاص طور پر اتباع و رفعت رسول ﷺ، حقیقت محمدی اور شریعت محمدی کے خصائص کو بیان کرنے میں مصادر تصوف استعمال کے گئے ہیں۔ ابراہیم جان مجددی نے سیرت رسول ﷺ کے اس امتیازی جہت کی نشاندہی کی ہے جو اس بات کی متقاضی ہے کہ مستقبل میں اس موضوع پر وقیع کام کیا جائے۔

حوالہ جات و حواشی

1. البقرۃ:38
2. النحل:44
3. حفصہ مجید، حافظہ، قرآن حکیم میں خصائص رسول ﷺ منتخب اردو تفاسیر میں کی روشنی میں تجزیاتی مطالعہ، فیصل آباد: جی سی یونیورسٹی، 2017ء، غیر مطبوعہ، ص:02
4. Shams-ur-Rehman, Ghulam, Shama'il Tradition: The Influence of Orientalism on Sirah Writing, (January-June 2018), Lahore: Jihat al-Islam,11/2, PP:21-22 (http://pu.edu.pk/home/journal/35/Current-Issue.html)
5. عطیہ حسین، الدکتور عطیہ مختار، مصادر السیرہ النبویۃ بین المحدثین و المؤرخین، بیروت: دارالکتب العلمیۃ، 1427ھ ص:13
6. ابن الاثیر، علی بن محمد، الشیبانی الجزری، الکامل فی التاریخ، بیروت: دارالمصادر، 1965ء، 2/553-554
7. عبدالحی حبیبی، علامہ، تاریخ افغانستان بعد از اسلام، کابل: نشر کردہ، انجمن تاریخ، 1345 شمسی ہجری، 799
8. See for details: Shams-ur-Rehman, Ghulam, The Emergence of Religious Elites in Modern Afghanistan (1919-1929),2016, Karachi: Historical Society, Journal of the Pakistan Historical Society, pp. 3-4.
9. عبدالحی حبیبی، علامہ، دافغانستان لنڈ تاریخ، قندھار: علامہ رشاد خپر ندویہ ٹولنہ، 1391، شمسی ھجری، 2/379

10. طالقانی، حاجی حفیظ اللہ سیرت، حضرت مجدد الف ثانی کارنامہ ہای جہادی، م ن، 1366ش ھ، ص:150

11. غبار، غلام محمد میر، احمد شاہ بابائے افغان، کابل: مکتبہ ندارد، 1944ء، ص:25

12. مجددی، خواجہ محمد حسن جان، انساب الانجاب، لاہور: مشہور عالم پریس، س ن، 2/33

13. فضل اللہ، حاجی محمد، عمدۃ المقامات، کابل: نعمانی کتب خانہ شور بازار، س ن، ص:33

14. مجددی، صبغت اللہ، سیری در مکتوبات وافی آیات امام ربانی مجدد الف ثانی، 1383 شمسی ھجری، کابل: خانقاہ مجددیہ، ص:40

15. افغانی، عبد الحلیم اثر، روحانی رابطہ او روحانی تڑون، ہونی سیدان: مکتبہ حضرت سید نجات قلندرؒ، س ن، 2/550

16. Roy, Olivier, Islam and Resistance in Afghanistan,1990, New York: Cambridge University Press, PP:42-43

17. نعیم صدیق، خواجہ محمد، خدام الفرقان، کابل: خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ قلعہ جواد، 1391 شمسی ہجری، ص:100

18. اکرم نعمانی، مولوی محمد، دکابل د قلعہ جوا حضرت صاحبان او خد متوندلی، اکوڑہ خٹک: دالعرفان خپرندوی ٹولنہ د خپرونو تحتیکبی خانگہ، 1435ھ، ص:23

19. زرمتی، رحیم اللہ مولوی، پہ افغانستان کی د مجدد صاحب کورنی، اکوڑہ خٹک: العرفان خپرندویہ ٹولنہ، 1435ھ، ص:07

20. محمد گل، مولوی سعید، دافغانستان مفاخر، پشاور: مکتبہ فاروقیہ، س ن، ص:444

21. اکرم نعمانی، مولوی محمد، دکابل د قلعہ جواد حضرت صاحبان او خد متوندلی، ص:28

22. حبیبی، عبد الحی، لوئے احمد شاہ بابا، کابل: انجمن تاریخ، 1319ش ھ، ص:92

23. محمد گل، مولوی سعید، دافغانستان مفاخر، ص:445

24. زرمتی، رحیم اللہ مولوی، پہ افغانستان کی د مجدد صاحب کورنی، ص:33

25. اکرم نعمانی، مولوی محمد، دکابل د قلعہ جواد حضرت صاحبان او خد متوندلی، ص:38

26. مجددی، خواجہ محمد صفی اللہ، مخزن الاسرار احمد فی کشف الاسرار مجددی، (مقدمہ: محمد ابراہیم مجددیؒ)، کابل: نعمانی کتب خانہ شور بازار، 1355ھ، ص:04

27. زرمتی، رحیم اللہ مولوی، پہ افغانستان کی د مجدد صاحب کورنی، ص:72

28. اکرم نعمانی، مولوی محمد، دکابل د قلعہ جواد حضرت صاحبان او خد متوندلی، ص:48

29. مجددی، محمد ابراہیم، مکتوبات ضیائیہ، (مقدمہ: خلیفہ صاحب مولوی فضل احمد احمدی لوگری چرخی)، لوگر: شیرزی کتب خانہ، 1428ھ، ص:05-04

30. Ziad,Dr.Waleed, From Yarkand to Sindh via Kabul: The Rise of Naqshbandi-Mujaddidi Sufi Networks in the Eighteenth and Nineteenth Centuries,2019,Brill,London, PP:133

1. (https://doi.org/10.1163/9789004387287_007)

31. نعیم صدیق، خواجہ محمد، سخرانی ہائی حضرت مولانا نورالمشائخ، حضرت مولانا ضیاء المشائخ و حضرت مخدوم بزرگوار ابو احمد اسماعیل مجددی قدس اللہ اسرارہم اجمعین، کابل: خانقاہ نقش بندیہ مجددیہ شوربازار، 1391ش ھ، ص:03

32. C.f. Boutas.Dr, The Naqshbandiyya of Afghanistan on the eve of the 1978 coup d'état", in Özdalga, E. (ed.), Naqshbandis in Western and Central Asia. Change and continuity (= Swedish Research Institute in Istanbul, Transactions, 9),1999, London (Curzon), PP:126

33. مطمئن، عبدالحی، ملا محمد عمر طالبان او افغانستان، کابل: افغان خپرندویہ ٹولنہ، 1396 شمسی ہجری، ص:38

34. خیبری، غوث، پہ افغانستان کی توپان، کابل: دانش خپرندویہ ٹولنہ، 1389 شمسی ہجری، ص:234

35. مندوخیل، عبدالرحیم خان، افغان او افغانستان، کوئٹہ: پختونخواہ ادبی ٹانگہ، 2015ء، ص:594

36. مجددی، فضل الرحمٰن کابلی، مناقب صدر المشائخ، لاہور: بزم مجددیہ عثمانیہ صدریہ، 1405ھ، ص:06

37. اکرم نعمانی، مولوی محمد، دکابل د قلعہ جواد حضرت صاحبان او خدمتوندلی، ص:38

38. زرمتی، رحیم اللہ مولوی، پہ افغانستان کی د مجدد صاحب کورنی، ص:78

39. اکرم نعمانی، مولوی محمد، دکابل د قلعہ جواد حضرت صاحبان او خدمتوندلی، ص:56

40. مطمئن، عبدالحی، ملا محمد عمر طالبان او افغانستان، ص:43

41. خراسان کے صوبہ قندز (یہ صوبہ اب افغانستان میں شامل ہے) سے معروف بزرگ وعالم ربانی، شارح مکتوبات امام ربانی وحافظ مثنوی مولانائے روم غوث العالم محمد ہلال معروف بہ "حضرت استاد صاحب مبارک نور اللہ مرقدہ" خلیفہ مطلق شیخ الشیوخ مولانا محمد ہاشم سمنگانی رحمہ اللہ" کی خانقاہ مسلم سٹی پشاور میں دوران تحقیقانٹرویو میں لیا گیا مواد۔ آپؒ کے حضرات مجددیہ قلعہ جواد کابل کے ساتھ نہایت قریبی تعلقات تھے، نیز خواجہ نعیم صدیق مجددی کا شمار آپ کے متوسلین میں سے ہوتا تھا۔

- (مزید دیکھیے: مجددی، حسن بیگ، تذکرہ مشائخ مجددیہ افغانستان، لاہور: دارالسلام، 2016ء، ص:254)
- (نعیم صدیق، خواجہ محمد، خدام الفرقان، ص:210)

42. ایضاً۔

43. نعیم صدیق، خواجہ محمد، سخرانی ہائی حضرت مولانا نورالمشائخ، حضرت مولانا ضیاء المشائخ و حضرت مخدوم بزرگوار ابو احمد اسماعیل مجددی قدس اللہ اسرارہم اجمعین، مقدمہ: ص:02

44. ایضاً، ص:14

45. ایضاً، ص:17

46. مظہر، مرزا جان جاناں، دیوان مظہر، دہلی: مطبع مظہر العجائب، سنہ ندارد، ص:86
47. الانشرح،8-1
48. مرزا مظہر جان جاناں 13 مارچ 1699ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کا سلسلہ نسب محمد بن حنفیہ کی توسط سے حضرت علی تک جا پہنچتا ہے۔ آپ کے والد مرزا جان سلطان اورنگزیب عالمگیر کے دربار میں صاحب منصب پر فائز رہے۔ 11 رمضان المبارک 1111ھ یا 1113ھ کو جب مرزا مظہر کی پیدائش کی خبر عالمگیر کو ملی تو اس نے کہا کہ بیٹا باپ کی جان ہوتا ہے، چونکہ باپ کا نام مرزا جان ہے، ہم نے ان کے بیٹے کا نام جان جان رکھا لیکن عوام میں جان جاناں مشہور ہوا۔ آپ کے والد مرزا جان جو کہ سلسلہ قادریہ میں شاہ عبدالرحمنؒ کے مرید اور نقشبندی مجددی طریقت میں سید نور محمد بدایونیؒ کے دست گرفتہ تھے۔ آپ کی پیدائش کے بعد دنیا سے کنارہ کش فرما گئے اور باقی عمر فقر و قناعت میں بسر کی۔ چند شرپسندوں نے آپ کو 6 جنوری 1781ء بمطابق 10 محرم الحرام 1195ھ میں شہید کر دیا۔
   - (دیکھیے: دہلوی، غلام علی شاہ، مقامات مظہری، (مترجم: محمد اقبال مجددی)، لاہور: اردو سائنس بورڈ، 2001ء، ص:347)
49. نعیم صدیق، خواجہ محمد، سخر انی ہائی حضرت مولانا نور المشائخ، حضرت مولانا ضیاء المشائخ و حضرت مخدوم بزرگوار ابو احمد اسماعیل مجددی قدس اللہ اسرارہم اجمعین، ص:18
50. ایضا، ص:70
51. سہروردی، شہاب الدین، عوارف المعارف، (مترجم: شمس بریلوی)، لاہور: پروگریسو بکس، 1998ء، ص:193
52. نعیم صدیق، خواجہ محمد، سخر انی ہائی حضرت مولانا نور المشائخ، حضرت مولانا ضیاء المشائخ و حضرت مخدوم بزرگوار ابو احمد اسماعیل مجددی قدس اللہ اسرارہم اجمعین، ص:16
53. سرہندی، شیخ احمدؒ، مکتوبات امام ربانی، پشاور: مکتبہ سعیدیہ، س ن، حصہ ششم، مکتوب 7، 25/2
54. نعیم صدیق، خواجہ محمد، سخر انی ہائی حضرت مولانا نور المشائخ، حضرت مولانا ضیاء المشائخ و حضرت مخدوم بزرگوار ابو احمد اسماعیل مجددی قدس اللہ اسرارہم اجمعین، ص:16-15
55. الشعراء، 219
56. نعیم صدیق، خواجہ محمد، سخر انی ہائی حضرت مولانا نور المشائخ، حضرت مولانا ضیاء المشائخ و حضرت مخدوم بزرگوار ابو احمد اسماعیل مجددی قدس اللہ اسرارہم اجمعین، ص:20